

رشید احمد (جانندھری)

شیخ زکریا بن محمد الانصاری

آنے والے صفحات میں تصوف پر شیخ زکریا الانصاری کے ایک غیر مطبوعہ کتابچے کا اردو ترجمہ جو ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری کے قلم سے ہے، پیش کیا جا رہا ہے۔ شیخ انصاری پر یہ مختصر نوٹ اسی کتابچے کا مقدمہ ہے۔

[ادارہ]

پندرھویں اور سولھویں صدی میں مصر میں مسلم سوسائٹی اسلامی تہذیب و تمدن کے دفاع میں ایک مثبت کردار ادا کرنے کے بعد رو بہ زوال تھی۔ بغداد میں بہت پہلے عباسی خلافت اپنا تاریخی مقام کھو بیٹھی تھی۔ مصر میں خاندانِ غلامانہ دولہ الممالیک الحمریہ کے نام سے حکمران تھا۔ خاندانِ غلاماں کا ہر امیر برسرِ اقتدار حکمران سے اقتدار چھیننے کی فکر میں رہتا تھا۔ کیوں کہ نظامِ حکومت کسی قانون یا دستور کا پابند نہیں تھا۔ وہاں ”کوئی مجلس شوریٰ جو نظامِ حکومت کی بنیاد فراہم کرتی ہے، نہیں تھی۔ البتہ عملی طور پر کسی حد تک شرعی ادارے قائم تھے۔ اس نظام میں مفادِ عامہ (المصلحہ) کا قاعدہ رائج تھا۔ جس کے مفہوم کا تعین سلطان، اس کے وزراء اور فوجی کمانڈر کرتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ خاندانِ غلاماں کے عہد میں دین اور نصوص میں مصلحہ کے موضوع پر فقہانے بہت کچھ لکھا۔ فقہا کی

ایک جماعت میں ہمیں انتہا پسندی بھی نظر آتی ہے۔ مثلاً ابن تیمیہ کے ایک شاگرد الطوفانی کا کہنا ہے کہ مصلحہ بسا اوقات قطعی نص (قرآن مجید) سے بھی متعارض نظر آتی ہے۔ چنانچہ مصلحہ نصوص کے عمومی مفہوم کو خاص یا محدود کر دیتی ہے۔ ہاں فقہاء کی دوسری جماعت نے مصلحہ کے اصول کو اعتدال کے ساتھ قبول کیا اور اس کی مدد سے غیر قطعی دلائل کی مخالفت کی۔ بعض فقہاء نے جیسا کہ ہم عز بن عبدالسلام کی کتاب ”قواعد الاحکام فی مصالح الانام“ میں دیکھتے ہیں۔ نصوص قطعیہ اور صحیح قیاسات سے اس قاعدے کو ثابت کیا ہے۔“ [۱]

غرضیکہ پندرہویں اور سولہویں صدی میں جب مصر میں مسلم معاشرہ سیاسی اور اجتماعی استحکام سے محروم تھا، ایسے اہل علم نے جنم لیا، جنہوں نے اپنے معاشرے کی اخلاقی اصلاح کے لیے کام کیا۔ چنانچہ اس عہد میں جن اہل علم نے اپنے طرز فکر اور طرز عمل سے اصلاح کا کام کیا، ان میں سے ایک شیخ زکریا الانصاری بھی ہیں، جو خاندانِ غلاماں کے سولہویں حکمران اشرف قانت بے [۲] کے عہد میں قاضی القضاہ تھے۔ شیخ (زکریا الانصاری) کو اسلامی علوم کی مختلف شاخوں پر دسترس حاصل تھی۔ انہیں جہاں تفسیر، حدیث، فقہ، منطق سے لگاؤ تھا۔ وہاں وہ تصوف و عرفان کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ انہوں نے تفسیر میں تفسیر بیضاوی پر حواشی، منطق میں ایسا غوجی کی شرح اور اصول فقہ میں لب الاحکام لکھی۔ تفسیر، فقہ اور منطق کے ساتھ ساتھ انہوں نے دسویں صدی عیسوی کے ایک عالم، متکلم اور عارف باللہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری کے شہرہ آفاق رسالہ: الرسالہ القشیریہ پر بھی حواشی لکھے، جو آج بھی رسالہ قشیریہ کے ساتھ طبع کیے جاتے ہیں۔ جس طرح الرسالہ القشیریہ کے مصنف اپنے عہد کے بلند پایہ عالم اور صاحب ذوق صوفی تھے۔ جس کا اعتراف شیخ ابن عربی جیسے عارف باللہ اور قشیری کے ہم عصر اور ہم مشرب، شیخ علی بن عثمان

الہجویری صاحب کشف المحجوب نے بھی کیا ہے۔ [۳] اسی طرح رسالہ قشیریہ کے شارح زکریا انصاری کا شمار بھی ارباب ذوق میں ہوتا ہے۔ دونوں (قشیری اور انصاری) کے عہد میں علمائے دنیا کی محفلوں میں قیل و قال اور جدل و قتال کا ہنگامہ پھاڑتا تھا۔

ابو القاسم القشیری نے اپنے ”رسالہ“ کے آغاز میں بزم صوفیہ کی ویرانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ”ہر چند خیمے اب بھی ہیں۔۔۔۔۔ لیکن لیلیٰ کا چہرہ کہیں نظر نہیں آتا۔ افسوس! ہمارے زمانے میں اس قبیلہ عشاق کا جو اپنے پیچھے اپنے قدموں کے نشان چھوڑ گیا ہے، کوئی فرد باقی نہیں رہا۔“ قشیری کے اس بیان کی تشریح کرتے ہوئے شیخ ابن عربی نے لکھا: ”قشیری کے عہد میں لیلیٰ نہ سہی، خیمے تو باقی تھے، اب تو یہ نشان بھی مٹ گئے ہیں۔“ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قشیری نے اپنے رسالہ میں جن ارباب صفا کے سوانح لکھے ہیں، ان میں منصور حلاج کا نام نہیں ملتا۔ شیخ ابن عربی نے قشیری کے اس حزم و احتیاط کو محسوس کرتے ہوئے کہا: ”جہاں انہوں نے اصحاب صفا کا ذکر کیا ہے۔ وہاں انہوں نے حلاج کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ حلاج کے مقام و مرتبہ کے بارے میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا، اگر (رسالہ میں) حلاج کا ذکر آجاتا تو کچھ تعجب نہیں کہ رسالہ میں مذکور اہل صفا کے بارے میں بھی کوئی شبہ (تہمت) جنم لیتا، جو حلاج کے بارے میں اٹھایا گیا تھا۔“ [۴] شیخ انصاری ان دونوں روحانی اساتذہ کے معتقد تھے۔ انہوں نے کئی سو سال بعد رسالہ قشیریہ کی مختصر شرح لکھی، [۵] جس میں انہوں نے قشیری کے نقطہ نظر کو اپنایا کہ اہل حق کا شیوہ شریعت اور حقیقت کی پیروی ہے، نہ تو وہ شریعت کے احکام سے تغافل برتتے ہیں اور نہ ہی اخلاص و ایثار اور مجاہدہ و محاسبہ سے اپنا رشتہ توڑتے ہیں، کیوں کہ اصحاب صدق و صفا کی یہی راہ ہے۔ جس نے شریعت و حقیقت سے منہ موڑا، اسے منزل نہیں ملی۔

زکریا انصاری (۸۲۳ھ / ۱۴۲۰ء) مشرقی مصر کے ایک گاؤں سنیکہ میں پیدا ہوئے، [۶] قاہرہ میں تعلیم پائی۔ وہ ایک غریب طالب علم تھے، لیکن غربت اُن کی راہ میں آڑے نہ آسکی۔ وہ رات کے وقت بازار میں نکلتے اور تربوز کے چھلکے اکٹھے کر کے انہیں دھو کر کھاتے۔ لیکن آگے چل کر جب اُن کے علم و فضل کا شہرہ بلند ہوا تو لوگوں کی عقیدت کا مرکز بن گئے۔ ان کی خدمت میں ہر روز تین ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا جاتا۔ جس سے وہ نفیس کتابیں خریدتے، طالب علموں کی امداد کرتے اور خاموشی سے غریبوں کی مدد کرتے کہ ان کے بائیں ہاتھ تک کو خبر نہ ہوتی۔ بادشاہ وقت سلطان اشرف قايت بے کے بے حد اصرار پر قاضی القضاة بنے، تو انہوں نے بادشاہ کی بعض باتوں پر تنقید کی اور اسے ظلم و ستم کے ارتکاب سے روکا، جس پر بادشاہ نے انہیں اُن کے منصب سے فارغ کر دیا۔ سرکاری ملازمت کی قید سے آزاد ہونے کے بعد زکریا انصاری دوبارہ درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کی مسند پر واپس آ گئے اور دم واپس تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

یہاں اس بات کا ذکر شاید دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ حضرت شیخ کو اس بات کا قلق تھا کہ انہوں نے بادشاہ کے کہنے پر قاضی القضاة کا منصب کیوں قبول کیا۔ ایک دن انہوں نے اس قلق کا اظہار اپنے ایک شاگرد شعر اوی سے کیا کہ وہ (انصاری) گم نامی کی زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن اس عہدہ قضا نے انہیں لوگوں کے سامنے لاکھڑا کیا۔ شعر اوی نے جواب میں کہا: ”حضرت! میں نے اولیائے کرام سے سنا ہے کہ اس عہدے نے لوگوں میں شیخ (زکریا انصاری) کے زہد و تقویٰ کی شہرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔“ حضرت شیخ نے جب یہ سنا تو شعر اوی سے کہا: بیٹے! تم نے میرے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے۔“ [۷] شیخ صوفیہ کرام کی روایات کے ترجمان تھے۔ چنانچہ وہ نفس کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ رہنا اور اس

پر قابو پانے کو ”ہوا میں اُڑنے“ سے بہتر گردانتے تھے۔ نام و نمود کی ہوس اپنے اظہار کے لیے بعض اوقات ایسی صورتیں اختیار کرتی ہے کہ آدمی انہیں پہچان نہیں سکتا۔ حضرت شیخ کے ایک ہم عصر کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ خضر سے ان کی ملاقات رہتی تھی۔ انہوں نے ایک دفعہ خضر سے اپنی ملاقات میں شیخ انصاری کے بارے میں پوچھا تو خضر نے کہا، ہاں! شیخ انصاری ٹھیک ٹھاک آدمی ہیں، البتہ وہ ”نفسیہ“ رکھتے ہیں۔ جب شیخ انصاری، خضر کی رائے سے آگاہ ہوئے تو وہ خضر کے الفاظ: ”وہ (انصاری) نفسیہ رکھتے ہیں۔“ کا مفہوم جاننے کے لیے بے تاب رہے۔ ایک وقت کے بعد ان کے دوست کی خضر سے ملاقات ہوئی، تو انہوں نے خضر سے ”نفسیہ“ کا مفہوم دریافت کیا۔ خضر نے کہا کہ شیخ انصاری جب کبھی اپنا کوئی آدمی کسی وزیر یا امیر کے پاس بھجاتے ہیں، تو اس سے کہتے ہیں کہ ”وزیر سے کہنا کہ مجھے شیخ انصاری نے بھجوایا ہے۔“ شیخ انصاری کا اپنے آپ کو ”شیخ“ سے تعبیر کرنا، خضر کو پسند نہ آیا۔ جب شیخ کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنے لیے ”شیخ“ کی بجائے ”خادم الفقراء“ کا لفظ استعمال کیا۔ [۸] اس قسم کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ نام و نمود کی چالوں کا کھوج لگانے کے لیے اہل نظر نے کس احتیاط، دقت نظر اور حسن بیان سے کام لیا ہے۔ شیخ انصاری کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے: خدا کے ہاں اُن کی دُعائیں قبول ہوتی تھیں۔ اس لیے بہت سے حاجت مند ان کے پاس آتے اور شیخ کی دُعائوں سے مراد پاتے۔ شیخ انہیں سختی سے روکتے کہ کسی کو اس بات کا پتہ نہ چلے ورنہ وہ دوبارہ اسی بلا میں مبتلا ہو جائیں گے جس سے رہائی کے لیے انہوں نے شیخ انصاری سے مدد مانگی تھی۔

زکریا انصاری علمائے حق میں سے تھے۔ اس لیے جس حال میں رہے وقار و

تمکنت سے رہے۔ اللہ کا ذکر ہمیشہ اُن کا رفیق رہا۔ بڑھاپے میں جب اُن کا سن سو سے

تجاوز کر گیا تھا، کھڑے ہو کر سنن پڑھتے اور کہتے، نفس بنیادی طور پرست واقع ہوا ہے، میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھ پر غالب آ جائے۔ چنانچہ وہ ذکرِ خفی کے ساتھ ساتھ زندگی بھر انتہائی خاموشی سے غریبوں کی خدمت کرتے رہے۔ جب بینائی جاتی رہی اور کوئی سائل آتا، اگر ان کے پاس کوئی بیٹھا ہوتا تو کہتے کل آ جانا، اگر اکیلے ہوتے تو اسے ضرور نوازتے۔ شیخ شعر اوی کا جو شیخ انصاری کی خدمت میں بیس سال رہے، کہنا ہے کہ وہ (شیخ انصاری) بہت زیادہ خیرات کرتے تھے۔ میری رائے ہے کہ آج مصر میں کوئی آدمی اس کام میں (اہل احتیاج کی خدمت میں) ان کا مقابلہ کر سکے۔“ [۹]

شیخ انصاری، شیخ ابن عربی اور شیخ ابن الفارض کو بلند پایہ صوفیا میں شمار کرتے۔ ابن عربی کو معرفت میں اور ابن فارض کو محبتِ الہی میں بلند پایہ شخصیت قرار دیتے۔ ایک دفعہ شیخ برہان الدین البقاعی نے ابن الفارض کے بارے میں ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا۔ بادشاہ وقت نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے جو مناسب جانا، لکھا، شیخ زکریا انصاری چپ رہے۔ لیکن ان کے ایک ہم عصر شیخ محمد استنبولی نے ان سے کہا: ”ابن الفارض کے بارے میں بادشاہ کے سوال کا جواب لکھیے، صوفیائے کرام کی حمایت کیجیے اور اسے (بادشاہ) بتائیے کہ جو آدمی اس قبیلہ کی زبان نہیں جانتا، اور ذوق نہیں رکھتا، اسے ان کے بارے میں کچھ کہنا جائز نہیں ہے کیوں کہ ولایت کا دائرہ عقل کی حدود سے باہر ہے۔ اس دائرہ کی بنیاد کشف پر ہے۔“ شیخ انصاری قیل وقال اور کفر و زندقہ کے فتنوں سے الگ رہتے تھے۔ عبادت اور خدمتِ خلق نے ان کی ساری توانائیوں کو جذب کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں ایک دفعہ خواب میں حضرت عمرؓ کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی: ”اپنے دل میں اس غریب کو جگہ دیجئے۔“ اے

زکریا! تو تو عین وجود ہے۔“ حضرت عمرؓ نے جواب میں فرمایا۔ شیخ انصاری بیدار ہوئے، تو اس فرمودہ عمر (انت عین الوجود) کی لذت سے سرشار تھے۔

شیخ زکریا انصاری نے ایک لمبی کامیاب روحانی اور اخلاقی زندگی بسر کرنے کے بعد ۹۲۶ھ/ ۱۵۲۰ء میں وفات پائی اور اپنی ایک پیشگوئی کے مطابق قاہرہ میں امام شافعی کی قبر کے جوار میں سونے کی جگہ مل گئی۔ [۱۰] قاہرہ میں جنازہ اٹھا تو پورا شہر اُٹھ آیا۔ جنازے میں ہزاروں عوام کی شرکت تو موجب حیرت نہ تھی، کیونکہ شیخ انصاری کی زندگی انہی کی فلاح و بہبود کے لیے وقف تھی۔ اعیان حکومت اور سربراہ بھی جنازے میں شریک ہوئے، جن سے شیخ اجتناب کرتے تھے۔ کہا گیا کہ جنازے میں اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کی شرکت پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ ۹۲۹ھ میں دمشق کی اموی مسجد میں بھی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ قاہرہ اور دمشق میں شیخ زکریا انصاری کی نمازِ جنازہ نے اربابِ غفلت کو بتا دیا کہ زندگی صحیح معنی میں وہی ہے جو حق اور خلق سے مضبوط پیمانہ و فارکھتی ہے۔ امام رازی نے اسلام کی تشریح کرتے ہوئے کہا تھا: ”الاخلاص مع الحق والخلق مع الخلق“ خدا کے ساتھ اخلاص اور مخلوق کے ساتھ حسنِ اخلاق کا نام اسلام ہے۔

شیخ انصاری نے اپنی وفات سے قبل اور رسالہ تشریح کے حواشی کے بعد تصوف پر ”الفتوحات الالہیہ فی نفع ارواح الذوات الانسانیہ“ کے نام سے ایک کتابچہ بھی لکھا، جس میں انہوں نے نہایت ہی اختصار سے دس عنوانات کے تحت تصوف اور اس کی اصطلاحات کی تشریح لکھی۔

(۱) تصوف، اس کا موضوع

(۲) ارکان تصوف اور اللہ تک پہنچنے کی راہیں (الطریق الی اللہ)

- (۳) توحید، ایمان، اسلام کی تشریح
- (۴) علم لدنی، علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین
- (۵) الہام، وحی، فراست
- (۶) کشف، مکاشفہ، مشاہدہ اور معاینہ
- (۷) شریعت، حقیقت، طریقت
- (۸) سعادت اور شقاوت (بدبختی)
- (۹) خواطر
- (۱۰) عہد، فرقہ، ذکر

اس کتابچے کے چوتھے اور آٹھویں باب میں انہوں نے علم لدنی اور علم الیقین، نیز انسان کی نیک بختی اور شقاوت کی بحث میں لکھا کہ ہم نے اس موضوع پر تفصیل سے ابوالقاسم القشیری کے رسالہ کی شرح میں لکھا ہے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کتابچہ رسالہ قشیریہ کی شرح کے بعد لکھا گیا ہے۔

شیخ انصاری کے اس کتابچے: ”الفتوحات الالہیہ فی فتح ارواح الذوات الانسانیہ“ پر سب سے پہلے ڈاکٹر ہرلے (A.H. Harley) نے ۱۹۲۳ء میں ایک مقالہ لکھا، جسے انہوں نے لندن میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی (Royal Asiatic Society) کے ایک اجلاس (جولائی ۱۹۲۳ء) میں پڑھا، بعد میں، یہی مقالہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (Asiatic Society of Bengal) (N.S.XX.1924) میں شائع ہوا۔ اس مقالہ کے ساتھ عربی متن بھی شائع کیا گیا۔ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں شیخ انصاری نے نہایت ہی اختصار سے تصوف کے موضوع پر لکھا ہے۔ مثلاً تصوف پر لکھتے ہوئے کہتے

ہیں: تصوف کی ابتداء علم ہے، اور انتہا (خدائی) عطیہ، (دونوں) کے درمیان میں عمل ہے، اس کا موضوع دل اور حواس کی اصلاح ہے۔ [۱۱]

مثلاً ذکر کے بارے میں لکھتے ہیں: ”غیر اللہ کو بھلا کر ماسوا اللہ کے دائرے سے اس طرح نکل جائے کہ ہمیشہ اللہ کے مراقبہ میں ڈوبا رہے، جب مراقبہ دائمی حاصل ہو جائے تو پھر مشاہدہ ہونے لگتا ہے، اس حالت میں ذکر کی حاجت نہیں رہتی۔“ اس کتابچہ میں جہاں شیخ انصاری نے قرآن مجید کی آیات کریمہ اور آثار سلف سے استدلال کیا ہے، وہاں ارباب صفا کے اقوال سے بھی اپنے موضوع کی تشریح و تفسیر کی ہے۔ ہمیں ڈاکٹر ہرلے کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ ہر چند شیخ انصاری کا یہ کتابچہ ان کا تخلیقی کام نہیں ہے، لیکن تصوف کی اصطلاحات کی تشریح میں انہوں نے بے شبہ فنی مہارت اور شگفتہ اسلوب سے کام لیا ہے۔ چونکہ شیخ انصاری نے معاشرے کی اخلاقی و روحانی اصلاح کے لیے زندگی بھر کام کیا تھا اور فکری اور عملی طور پر تصوف کے حقائق کا ذاتی تجربہ رکھتے تھے۔ اس لیے یہ کہنا درست ہوگا کہ اس رسالے میں حضرت شیخ نے نہایت ہی اختصار سے اپنی علمی اور عملی زندگی کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ ہماری سنجیدگی سے یہ رائے ہے کہ جو لوگ آج مادی زندگی کے ہنگاموں میں دل زندہ کی تلاش میں ہیں، انہیں اس رسالے سے منزل کا سراغ مل سکتا ہے۔

مقام مسرت ہے کہ اس رسالے کا اردو ترجمہ پاکستان کے معروف صوتی دانشور اور محقق ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری نے کیا ہے۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ ڈاکٹر قادری بھی تصوف کا ذوق رکھتے ہیں اور یہ ذوق انہیں اپنے مرحوم والد پروفیسر حامد حسن قادری سے ملا ہے۔

ہم ان کے تہ دل سے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس قیمتی عربی رسالہ اور اس کے اُردو ترجمے کی اشاعت کے لیے ادارہ ثقافت اسلامیہ کا انتخاب کیا۔

یاد رہے کہ اس رسالہ سے چند سال پہلے ڈاکٹر موصوف کے قلم سے ”احکام عالمگیری“ کا اُردو ترجمہ مع فارسی متن بھی ادارہ ہی نے شائع کیا تھا۔ جسے نہ صرف پاکستان بلکہ بھارت میں بھی پسند کیا گیا، اور اس کے ہندی ترجمے کے لیے دہلی کے بعض ناشرین نے ادارہ ثقافت اسلامیہ سے اجازت بھی مانگی تھی۔ اُمید ہے کہ قارئین ڈاکٹر موصوف کے اُردو ترجمہ سے لطف اندوز ہوں گے۔

حواشی:

- [۱] ابو زہرہ: ابن تیمیہ، قاہرہ، ۱۹۶۰ء، ص ۱۳۷۔
- [۲] جرجی زیدان: تاریخ مصر الحدیث ۷۰/۲۔
- [۳] کشف المحجوب سے پتہ چلتا ہے کہ جب یہ کتاب زیر تالیف تھی، القشیری زندہ تھے۔ البتہ کتاب کے مکمل ہونے سے پہلے قشیری وفات پا گئے۔ حضرت ججویری نے کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے ”میں نے استاد ابوالقاسم قشیری سے سنا کہ برسام بیماری کی طرح صوفی کی ابتداء ہندیاں اور انہما سکوت ہے، ص ۲۸۔ ایک دوسری جگہ پر آپ قشیری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عہد حاضر کے لوگوں کے لیے قشیری کا بلند علمی مقام، اُن کی روحانی زندگی اور اُن کے گونا گوں فضائل جانی پہچانی چیزیں ہیں۔ (ص ۲۰۹) کئی مقام پر آپ نے ابوالقاسم قشیری کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ (ؒ) لکھا ہے۔ ص ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲،

قشیری کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے۔ (کشف المحجوب، انگریزی ترجمہ، پیش لفظ)
یہ دونوں کتابیں (رسالہ قشیریہ اور کشف المحجوب) ایک ہی زمانہ میں لکھی
گئیں، دونوں کو بجا طور پر اہل علم میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ خاص طور پر رسالہ
قشیریہ کی، جو حضرت جویری کی وفات ۳۶۴ھ سے ۱۹ سال پہلے لکھی گئی تھی۔

[۴] الفتوحات المکیة، قاہرہ، (۱۳۲۹) ۱۹۳/۲ (ط۔ دارالکتب العربیہ)۔

[۵] کشف الظنون کے فاضل مولف کا کہنا ہے کہ شیخ زکریا انصاری نے ۸۹۳ھ میں (جب
اُن کی عمر ستر (۷۰) برس کی تھی) رسالہ قشیریہ کی شرح کو مکمل کیا۔ اور امام قشیری (۶۲ برس
کی عمر میں) ۴۳۸ھ کے آغاز میں اپنے رسالہ کی تالیف سے فارغ ہوئے تھے۔

[۶] خیر الدین الزرکلی: الاعلام ج ۳، ص ۸۰، نجم الدین الغزی، الکواکب السائرہ ج ۱، ص
۱۹۶، بیروت (۱۹۴۵ء) تحقیق ج، سلیمان جبور، عمر رضا کمالہ: معجم المؤلفین ۱۸۲/۳، دمشق
(۱۹۵۷ء)۔

[۷] نجم الدین الغزی، الکواکب السائرہ، ج ۱/۲۰۰۔

[۸] ایضاً، ص ۲۰۱۔

[۹] الطبقات الکبری، ج ۲/۱۲۳۔

[۱۰] الکواکب السائرہ، ۱/۲۰۶۔

[۱۱] التصوف اولہ علم وادسٹھ عمل و آخرہ موہبہ و موضوعہ صلاح القلب و سائر الخواص۔